



بلوچستان صوبائی اسمبلی

شہریوں کے لیے راہنما کتابچہ



بلوچستان صوبائی اسمبلی
شہریوں کے لیے راہنما کتابچہ



[This area is intentionally left blank for text entry.]



پیش لفظ

ایک فعال اور متحرک جمہوریت میں سب سے اہم عنصر لوگوں کا منتخب ایوان اور اپنے نمائندوں سے تعلق کا ہے۔ یہ تعلق جتنا مضبوط ہوگا، جمہوریت اتنی ہی مضبوط ہوگی۔ یہ تعلق لوگوں کو جمہوریت میں حصہ دار بناتا ہے اور انہیں احساس دلاتا ہے کہ انہیں اپنے منتخب نمائندوں سے جو ابدہی کا حق حاصل ہے۔ علاوہ ازیں انہیں یہ شعور بھی حاصل ہوتا ہے کہ وہ اپنے بارے میں منتخب ایوانوں میں ہونے والے فیصلوں سے نہ صرف باخبر ہیں بلکہ وہ ان فیصلوں میں برابر کے شریک ہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب منتخب ادارے لوگوں کو ان پارلیمانی فیصلوں میں شرکت کے مختلف مواقع فراہم کرتے ہیں۔

بلوچستان اسمبلی کے بارے میں یہ معلوماتی کتابچہ لوگوں اور منتخب اداروں کے درمیان تعلق مضبوط بنانے کی ایک کاوش ہے۔ اس کاوش کی خاص بات آسان اور سہل انداز میں بلوچستان اسمبلی کے بارے میں معلومات فراہم کرنا ہے۔ اس کا مقصد منتخب نمائندوں کے اسمبلی میں کام کی اہمیت اجاگر کرنا بھی ہے۔

شہریوں کا ایوان کی کارروائی اور اس میں ہونے والے فیصلوں میں شمولیت اور باخبر رہنا ایک مستحکم جمہوری معاشرے کی اساس ہے۔ یہ کتابچہ ایک شہری کو بلوچستان اسمبلی کے بارے میں وہ تمام معلومات فراہم کرتا ہے جو اُسے جمہوری عمل کا ایک اہم حصہ دار بناتا ہے۔

اس کتابچے کی تیاری میں ای یو کے پراجیکٹ "صوبائی" اور "ٹی ڈی ای اے / فافن" کی محنت اور لگن قابل تحسین ہے۔

شمس الدین

سیکرٹری بلوچستان اسمبلی

فہرست

5	باب نمبر 1: ریاست اور آئین
7	باب نمبر 2: انتخابات، سیاسی جماعتیں اور حکومتیں
13	باب نمبر 3: ریاست پاکستان کے قانون ساز ادارے
14	باب نمبر 4: بلوچستان صوبائی اسمبلی
21	اسمبلی اصطلاحات اور تعریفات

ریاست اور آئین

باب نمبر 1

ریاست کسے کہتے ہیں؟

آئین پاکستان 1973 کی شق 7 کے مطابق ریاست سے مراد وفاقی حکومت، پارلیمان، صوبائی حکومت یا صوبائی اسمبلی اور مقامی حکومتیں (یعنی ضلع، تحصیل، یونین کونسل وغیرہ کی سطح پر منتخب ادارے) جو کسی بھی طرح کا ٹیکس لگانے کا اختیار رکھتی ہوں۔

ریاست کے ستون

ایک جدید ریاست میں تین بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ اور انتظامیہ ہوتے ہیں انہیں ریاست کا ستون بھی کہا جاتا ہے۔

عدلیہ

عدلیہ سے مراد قانون کی پابندی اور انصاف کی فراہمی کو یقینی بنانے والے ادارے ہیں۔ پاکستان میں سپریم کورٹ، ہائیکورٹ، شریعت کورٹ اور ضلعی عدالتیں یہ فرائض سرانجام دیتی ہیں۔

مقننہ

جمہوری ریاستوں میں مقننہ منتخب نمائندوں پر مبنی ایوان کو کہتے ہیں۔ یہ ادارہ عوام کے ووٹوں سے براہ راست منتخب کیا جاتا ہے۔ اس ادارے کا مقصد ریاست کا انتظام و انصرام چلانے کے لیے قوانین بنانا اور اخراجات کی منظوری دینا ہے

انتظامیہ

ریاست کے انتظامی معاملات چلانے والا ادارہ انتظامیہ یا حکومت کہلاتا ہے۔ پاکستان میں حکومت کی تین سطحیں ہیں (وفاقی، صوبائی اور مقامی)۔

آئین کیا ہوتا ہے؟

ریاست اور شہریوں کے مابین معاہدے کو دستور یا آئین کہتے ہیں۔ اس معاہدے میں ریاست اور شہری اپنے اپنے حقوق اور فرائض بیان کرتے ہیں اور حکومت کا نظام اسی کے مطابق چلانے کا عہد کیا جاتا ہے۔ ریاست کے تمام ادارے آئین ہی سے اختیارات حاصل کرتے ہیں۔

پاکستان کا پہلا متفقہ اور باضابطہ آئین 29 فروری 1956 کو منظور کیا گیا۔ اس آئین میں ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا اور گورنر جنرل کا عہدہ ختم کر کے اسے صدر کے عہدے میں تبدیل کیا گیا، تاہم اکتوبر 1958 میں پاک فوج کے سربراہ جنرل محمد ایوب خان نے بطور کمانڈر انچیف آئین معطل کر دیا اور ملک میں پہلا مارشل لاء نافذ کر دیا۔ 1962 میں جنرل ایوب خان نے اپنا تیار کردہ آئین نافذ کیا اور وہ اگلی 1969 میں اقتدار سے رخصتی تک نافذ رہا بعد ازاں ان کے جانشین جنرل محمد یحییٰ نے لیگل فریم آرڈر (ایل ایف او) کے ذریعے ملک کے معاملات چلائے، ایل ایف او کے تحت ہی 1970 کے عام انتخابات میں وہ اسمبلی وجود میں آئی جس نے موجودہ آئین جسے 1973 آئین کہا جاتا ہے کو متفقہ طور پر بنایا، منظور کیا اور باضابطہ نافذ کیا۔

پاکستان کا آئین اپنی خصوصیات کے اعتبار سے اسلامی، جمہوری اور پارلیمانی ہے

انتخابات، سیاسی جماعتیں اور حکومتیں

باب نمبر 2

انتخابات کی اہمیت

پاکستان میں جمہوری طرز حکومت رائج ہے۔ جمہوریت میں ملک کا نظام شہریوں کی مرضی کے مطابق چلایا جاتا ہے۔ پاکستان میں ہر پانچ سال کے بعد عام انتخابات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ ان انتخابات میں لوگ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لیے اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں۔ اٹھارہ سال سے زائد عمر کے قومی شناختی کارڈ کے حامل پاکستانی شہری عام انتخابات میں ووٹ ڈالنے کے اہل ہوتے ہیں۔

کم از کم پچیس سال عمر کے پاکستانی شہری قومی اور صوبائی اسمبلی کے رکن بن سکتے ہیں۔ کسی حلقے سے اسمبلی کی رکنیت کے تمام امیدواروں کا نام ایک پرچی پر لکھا جاتا ہے اور انتخابات والے دن اس حلقے کے ووٹر اپنی پسند کے امیدوار کے نام پر مہر لگاتے ہیں۔ جس امیدوار کو زیادہ لوگ ووٹ دیں وہ اسمبلی کا رکن بن جاتا ہے۔

پاکستان کی انتخابی تاریخ

تقسیم ہند سے قبل ہندوستان میں قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کے انتخاب کے لیے محدود رائے شماری کا نظام نافذ تھا جس کے تحت چند مخصوص اور حکومت کے نامزد شدہ افراد کو ہی ووٹ دینے کا حق حاصل ہوتا تھا۔ ووٹ ڈالنے کی اہلیت کا تعین خواندگی، جائیداد، آمدنی اور فوج میں خدمات سے ہوتا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد بالغ حق رائے دہی کی بنیاد پر پہلے براہ راست انتخابات پنجاب اسمبلی کی 197 نشتوں کے لیے مارچ 1951 میں منعقد ہوئے۔ اپریل 1954 میں مشرقی پاکستان میں صوبائی اسمبلی کے انتخابات منعقد ہوئے جن میں یونائٹڈ فرنٹ نے بھاری اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ اسی سال نومبر میں حکومت پاکستان نے ملک کی نئی سیاسی تقسیم کا اعلان کیا جس کے تحت ملک کو دو صوبوں میں تقسیم کیا گیا۔ بنگال کو مشرقی پاکستان کا نام دے دیا گیا جبکہ باقی تمام صوبوں کو ملا کر مغربی پاکستان نام کا صوبہ تخلیق کیا گیا۔ دونوں صوبوں کو مرکزی حکومت میں برابر نمائندگی دی گئی۔ اس کوون یونٹ کی پالیسی کہا جاتا تھا۔ پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کو گورنر جنرل غلام محمد نے 24 اکتوبر 1954 کو توڑ دیا اور پہلے سے موجود صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کے ووٹوں کے ذریعے ایک نئی 80 رکنی دستور ساز اسمبلی تشکیل دے دی۔ تاہم ملک غلام محمد نے اپنی صحت کی خرابی وجہ سے 6 اگست 1955 کو سکندر مرزا کو قائم مقام گورنر نامزد کر دیا مگر سکندر مرزا نے 6 اکتوبر 1955 کو ملک غلام محمد کے عہدہ چھوڑنے کے بعد گورنر جنرل کے عہدہ کا مکمل کنٹرول حاصل کر لیا اور ملک غلام محمد کے دور میں بننے والی دستور ساز اسمبلی نے گورنر جنرل سکندر مرزا کی زیر قیادت 1956ء میں پاکستان کا پہلا آئین تیار کیا اور خود کو پہلی قومی اسمبلی قرار دے دیا۔ بعد ازاں سکندر مرزا نے 5

مارچ، 1956ء کو خود کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کے پہلے صدر کے طور پر منتخب کر لیا اور 23 مارچ 1956ء تا 27 اکتوبر 1958ء تک اس عہدے پر برقرار رہے۔ اسی دوران 7 اکتوبر 1958ء کو صدر سکندر مرزا نے ہی پاکستان میں پہلا مارشل لاء نافذ کیا اور بری فوج کے کمانڈر انچیف جنرل محمد ایوب خان کو ملک کا پہلا چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور مسلح افواج کا سپریم کمانڈر مقرر کر دیا تاہم جنرل محمد ایوب خان نے 27 اکتوبر 1958ء کو بطور چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صدر سکندر مرزا کو عہدے سے ہٹا دیا اور آئین 1956ء کو منسوخ کرتے ہوئے مکمل اختیارات حاصل کر لئے۔ جنرل ایوب خان نے اپنے عہد میں انتخابات کا ایک بالواسطہ طریقہ متعارف کروایا جسے بنیادی جمہوریت کا نام دیا گیا۔ اس نظام میں پہلے عوام بالغ حق رائے دہی کے اصول کے تحت اپنے نمائندوں کو جنہیں بیسک ڈیوکریٹ یا پی ڈی ممبر کہا جاتا تھا، کا انتخاب کرتے تھے اور پھر یہ نمائندے صوبائی اور قومی اسمبلیوں اور صدر کا انتخاب کرتے تھے۔ پی ڈی ممبران کے لیے پہلے اور غیر جماعتی انتخابات 60-1959ء میں منعقد کروائے گئے۔ ان کی کل تعداد اسی ہزار مقرر کی گئی تھی۔ ایوب خان فروری 1960ء میں انہی نمائندوں سے اعتماد کا ووٹ لے کر اگلے پانچ برس کے لیے صدر منتخب ہو گئے۔ مارچ 1962ء میں انہوں نے ملک کو نیا دستور دیتے ہوئے مقننہ کے انتخابات کا اعلان کیا۔ اگلے ماہ قومی اسمبلی کی ڈیڑھ سو اور صوبائی اسمبلیوں کی تین سو نشستوں کے لیے بالواسطہ انتخابات ہوئے۔

اکتوبر اور نومبر 1964ء کو پی ڈی ممبران کے دوسرے انتخابات ہوئے۔ ان انتخابات میں سیاسی پارٹیوں نے حصہ لیا۔ منتخب پی ڈی ارکان کے ذریعے جنوری 1965ء میں صدارتی انتخاب منعقد ہوا جس میں پاکستان اور نو تشکیل شدہ حکمران مسلم لیگ کنونشن کے صدر ایوب خان اگلی پانچ سالہ مدت کے لیے صدارت کے سرکاری امیدوار تھے جبکہ حزب اختلاف نے محترمہ فاطمہ جناح کو اپنا امیدوار نامزد کیا۔ تاہم ایوب خان کو ان انتخابات میں کامیاب قرار دیا گیا۔ مارچ 1965ء میں ایک مرتبہ پھر پی ڈی نظام کے تحت ہی قومی اسمبلی کے بالواسطہ انتخابات منعقد ہوئے ان انتخابات میں سیاسی جماعتوں کو حصہ لینے کی اجازت دی گئی تاہم انتخابات میں حکمران کنونشن لیگ کامیاب رہی۔ اسی سال میں ہی دونوں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے ان میں بھی حکمران پارٹی ہی کامیاب رہی۔ 1969ء میں صدر ایوب خان نے استعفیٰ دے دیا اور جنرل یحییٰ خان نے ایک صدارتی حکنما سے کے تحت ون یونٹ کو توڑ کر مغربی پاکستان کو چار صوبے (پنجاب، سندھ، شمال مغربی سرحدی صوبہ (جنوبی پنجتون خوا) اور بلوچستان) قرار دے دیا۔

واضح رہے کہ مغربی پاکستان کو ون یونٹ قرار دینے سے پہلے مغربی پاکستان تین صوبوں (پنجاب، شمال مغربی صوبہ سرحد) (موجودہ خیبر پختون)، سندھ، قبائلی علاقہ جات اور قیام پاکستان کے وقت پاکستان کیساتھ الحاق کر نیوالی متعدد ریاستوں جن میں بلوچ ریاستیں خاران، لسبیلہ، مکران اور قلات اور پاک افغان سرحد سے ملحقہ قبائلی علاقہ جات ہیں پر مشتمل تھا۔ مذکورہ بالا ریاستیں عملی طور پر پنجاب کا حصہ تھیں اور یہاں سے منتخب ہونیوالے نمائندے پنجاب اسمبلی میں جا کر اپنے حلقے کی نمائندگی کرتے تھے۔ 20 نومبر 1969ء کو ون یونٹ ختم کرنے اور ایک شخص ایک ووٹ کا اصول اختیار کرنا اصولی فیصلہ کیا گیا۔ یکم جنوری 1970ء کو سیاسی سرگرمیوں سے پابندی اٹھا کر سیاسی جماعتوں کو سال کے آخر میں ہونیوالے عام انتخابات کیلئے مہم چلانے کی اجازت دے دی گئی۔

30 مارچ 1970 کو لیگل فریم ورک آرڈر (ایل ایف او) کے تحت مغربی پاکستان کے ایک ہونے (ون پونٹ بننے) کی حیثیت ختم کر دی گئی۔ اس کیلئے جاری ہوئے والے صدر قتی کلنامہ نمبر 1 مجری 1970 بعنوان تحلیل کئے جانے صوبہ مغربی پاکستان کے تحت ون پونٹ بننے سے پہلے موجود تین صوبوں (پنجاب، شمال مغربی سرحدی صوبہ (موجودہ خیبر پختون خوا)، سندھ) کی بحالی کیساتھ ساتھ الحاق شدہ ریاستوں خاران، لسبیلہ۔ مکران اور قلات کو صوبہ بلوچستان قرار دیدیا گیا، گویا کہ پاکستان کیساتھ الحاق کرنیوالی چاروں ریاستوں کی حیثیت ایک صوبے کی ہو گئی۔

ون پونٹ کے خاتمے کے بعد پہلی بار بالغ حق رائے دہی کے نظام کے تحت 7 دسمبر 1970ء کو قومی اور 17 دسمبر 1970 کو صوبائی اسمبلیوں کیلئے عام انتخابات منعقد کرائے گئے۔ ان انتخابات میں قومی اسمبلی کے انتخابات کا مجموعی ٹرن آؤٹ 63 فیصد رہا۔ 87 فیصد نشستیں دو بڑی جماعتوں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی نے جیت لیں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین ذوالفقار علی بھٹو نے پہلے سول مارشل لاء اینڈ منسٹر کی حیثیت سے اقتدار سنبھالا، نیا آئین بنا کر اسے پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر منظور کروایا اور بعد ازاں وزیر اعظم منتخب ہوئے۔ آئین کی منظوری کے چار برس بعد بھٹو حکومت نے 7 مارچ 1977ء کو قومی اسمبلی کے لیے عام انتخابات کروائے جن میں حکمران پیپلز پارٹی اور اپوزیشن پارٹیوں کے اتحاد پاکستان قومی اتحاد کے درمیان مقابلہ ہوا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ٹرن آؤٹ 63 فیصد رہا۔ ڈالے گئے کل ووٹوں میں سے 58 فیصد حکمران پارٹی نے حاصل کیے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے 155 نشستیں حاصل کیں تاہم پاکستان قومی اتحاد نے حکومت پر دھاندلی کے الزامات لگاتے ہوئے دو روز بعد (09 مارچ 1977) منعقد ہونے والے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کر دیا اور ایک ملک گیر احتجاجی تحریک شروع کر دی۔ 4 جولائی 1977ء کو جنرل ضیاء الحق نے ملک میں مارشل لاء نافذ کر دیا۔ جنرل ضیاء الحق نے 1979ء اور 1983ء میں غیر جماعتی بلدیاتی انتخابات کروائے۔ دسمبر 1984ء میں جنرل ضیاء الحق نے صدر قتی ریفرنڈم منعقد کروایا۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ریفرنڈم میں ٹرن آؤٹ 62.2 فیصد رہا اور جنرل ضیاء الحق اگلے پانچ سال کیلئے صدر منتخب ہو گئے۔ فروری 1985ء میں جنرل ضیاء الحق نے غیر جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات منعقد کرائے۔ ساتھ ہی انہوں نے جداگانہ طرز انتخاب متعارف کرایا جس کے تحت غیر مسلم ووٹر صرف مخصوص نشستوں والے غیر مسلم امیدواروں کو ہی ووٹ دے سکتے تھے اور مسلمان ووٹر، مسلمان امیدواروں کو منتخب کر سکتے تھے۔ اپوزیشن جماعتوں کے اتحاد تحریک برائے بحالی جمہوریت یا ایم آر ڈی نے ان انتخابات کا بائیکاٹ کیا۔ ووٹ ڈالنے کی مجموعی شرح تقریباً 53 فیصد رہی ان انتخابات کے نتیجے میں محمد خان جونیجو نے حکومت بنائی۔ اس اسمبلی نے جنرل ضیاء کی طرف سے کی گئی تمام آئینی ترامیم کو منظور کر کے آئین کا باقاعدہ حصہ بنا دیا۔ ان میں سب سے اہم آئین کی شق 58(2) (بی) تھی جسے استعمال کرتے ہوئے صدر حکومت کو برطرف کر کے اسمبلیوں کو توڑ سکتے تھے۔ اسی اختیار کے تحت صدر جنرل ضیاء الحق نے 29 مئی 1988 کو وزیر اعظم محمد خان جونیجو کی حکومت برطرف کر دی۔

17 اگست 1988 کو جنرل ضیاء الحق اور ان کے ساتھیوں کی طیارے کے حادثے میں اموات کے بعد اس وقت کے چیئرمین سینیٹ غلام اسحاق خان نے قائم مقام صدر کے طور پر ملک کا نظام سنبھالا اور نومبر 1988ء میں جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات کرائے جن میں پاکستان پیپلز پارٹی اور دائیں بازو کی 9 سیاسی پارٹیوں کے اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد (آئی جے آئی) و دیگر جماعتوں نے حصہ لیا۔ اس الیکشن میں ٹرن آؤٹ کم (صرف 42

فیصلہ کر رہا۔ مرکز میں محترمہ بے نظیر بھٹو کی قیادت میں پاکستان پیپلز پارٹی اور پنجاب میں مسلم لیگ کی حکومت بنی۔ ان اسمبلیوں نے ملک کے نئے صدر کا بھی انتخاب کیا اور قائم مقام صدر غلام اسحاق خان باضابطہ صدر بن گئے۔ 6 اگست 1990ء کو صدر غلام اسحاق خان نے 58 (2بی) استعمال کرتے ہوئے ایک مرتبہ پھر قومی و صوبائی اسمبلیوں کو تحلیل کر دیا اور نئے عام انتخابات کا اعلان کر دیا۔ اکتوبر 1990ء میں ہونے والے انتخابات میں پیپلز پارٹی نے اسلامی جمہوری اتحاد کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنی حلیف جماعتوں کا اتحاد پاکستان ڈیموکریٹک الائنس (پی ڈی اے) تشکیل دیا تاہم اسلامی جمہوری اتحاد نے الیکشن جیت لیا اور نواز شریف وزیر اعظم بنے۔

18 اپریل 1993ء کو صدر غلام اسحاق خان نے آئی جے آئی حکومت ختم کر دی اگرچہ سپریم کورٹ نے صدر کے اس فیصلے کی توثیق نہ کی اور حکومت کو بحال کر دیا مگر اس فیصلے کے بعد نہ صرف اس وقت کے وزیر اعظم نواز شریف کو بلکہ صدر مملکت غلام اسحاق خان کو بھی اپنے عہدے سے استعفیٰ دینا پڑا یوں اکتوبر 1993ء میں ایک نگران حکومت کے تحت عام انتخابات منعقد کرائے گئے۔ ان انتخابات میں ٹرن آؤٹ 40 فیصد رہا اور کوئی بھی سیاسی پارٹی بھی واضح اکثریت حاصل نہ کر سکی۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے مسلم لیگ جو نیچو کے ساتھ مل کر حکومت بنائی۔ قومی و صوبائی اسمبلیوں نے بعد میں پیپلز پارٹی کے ایک رہنما سردار فاروق احمد خان لغاری کو صدر منتخب کر لیا۔ سردار فاروق احمد خان لغاری نے 5 نومبر 1996ء کو اپنا آئینی اختیار استعمال کرتے ہوئے قومی و صوبائی اسمبلیوں کو تحلیل اور حکومتوں کو برطرف کر دیا۔ فروری 1997ء میں ایک مرتبہ پھر عام انتخابات منعقد ہوئے جن میں مسلم لیگ نواز نے کامیابی حاصل کرتے ہوئے مرکز اور پنجاب میں حکومتیں تشکیل دیں۔ میاں محمد نواز شریف نے دوسری مرتبہ وزارت عظمیٰ سنبھالی اور آئین میں ترمیم کر کے 58 (2بی) کے تحت صدر کے اسمبلی برخواست کرنے کے اختیارات کا خاتمہ کر دیا تاہم 12 اکتوبر 1999ء کو میاں محمد نواز شریف کی حکومت کو قبل از وقت رخصت ہونا پڑا اور زمام اقتدار چیف آف آرمی سٹاف جنرل پرویز مشرف نے سنبھالی اور ملک کے چیف ایگزیکٹو بن گئے۔ 30 اپریل 2002ء کو جنرل پرویز مشرف نے صدر کی ریفرنڈم کراتے ہوئے خود کو اگلے پانچ برسوں کے لیے صدر منتخب کر لیا۔ جولائی 2001ء میں اختیارات کی مچلی سطح تک منتقلی کے پروگرام کے تحت غیر جماعتی بنیادوں پر مقامی حکومتوں کے انتخابات کرائے گئے۔ ناظم کا الیکشن لڑنے کے لیے میٹرک پاس ہونا لازمی قرار دیا گیا۔ ضلع، تحصیل اور یونین کونسل سطح پر حکومتیں بنیں۔ مقامی حکومتوں کے انتخابات مشرف دور حکومت میں دوسری دفعہ اگست 2005ء میں ہوئے۔ مقامی انتخابات میں یونین کونسل سطح کے نمائندوں کا انتخاب بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہوا جبکہ تحصیل اور ضلع کی سطح کے نمائندے یونین کونسل نمائندوں نے منتخب کیے۔

اکتوبر 2002ء میں جنرل پرویز مشرف نے جماعتی بنیادوں پر عام انتخابات کرائے۔ 1998ء کی مردم شماری کے نتائج کی روشنی میں کی گئی آئینی ترمیم کے نتیجے کے تحت قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی نشستیں بڑھادی گئیں اور نئی حلقہ بندیوں کی گئیں۔ جداگانہ انتخابات کا خاتمہ کر کے مسلم اور غیر مسلم ووٹر اور امیدواروں کی تخصیص کو ختم کر دیا گیا۔ ساتھ ہی اقلیتوں اور خواتین کے لیے بالترتیب 10 اور 60 (یہاں نشستوں کی تعداد کی بجائے فیصد لکھیں) نشستیں مختص کی گئیں۔ قومی و صوبائی اسمبلی کے امیدواروں پر لازمی قرار دیا گیا کہ انہوں نے گریجویٹیشن کر رکھی ہو۔ ووٹ ڈالنے کی لیے عمر کی حد 21 سال سے کم کر کے 18 برس کر دی گئی۔ اس الیکشن میں کوئی بھی پارٹی واضح اکثریت حاصل نہ کر سکی تاہم بعض چھوٹی

پارٹیوں اور گروپوں کی حمایت کیساتھ مسلم لیگ قائد اعظم صرف ایک ووٹ کی سادہ اکثریت کیساتھ چوہدری شجاعت حسین کی قیادت میں ایوان کی اکثریتی پارٹی بنی اور بلوچ سردار میر ظفر اللہ خان جمالی نے بطور وزیر اعظم حلف اٹھالیا۔ میر ظفر اللہ خان جمالی 23 نومبر 2002ء تا 26 جون 2004ء تک اس منصب پر فائز رہنے کے بعد مستعفی ہوئے تو چوہدری شجاعت حسین کو انکی جماعت نے اس منصب پر فائز کیا اور انہوں نے بطور وزیر اعظم 30 جون 2004ء تا 26 اگست 2004ء تک اس منصب کے فرائض نبھائے، ان کے مستعفی ہونے پر اسی اسمبلی نے شوکت عزیز کو وزیر اعظم چنا جو 28 اگست 2004ء سے 15 نومبر 2007ء تک اس منصب پر فائز رہے۔ 2008ء کے انتخابات کرانے کیلئے آئینی تقاضوں کے مطابق مرکز میں محمد میاں سومرو کی قیادت میں نگران حکومت بنی، اسی طرح صوبوں میں بھی نگران حکومتیں قائم کی گئیں۔ 16 نومبر 2007ء کو قائم ہوئی محمد میاں سومرو کی نگران حکومت عام انتخابات کرانے کے بعد 24 مارچ 2008ء کو مستعفی ہو گئی تاہم اسی دوران 27 دسمبر 2007ء کو راولپنڈی کے لیاقت باغ میں دہشت گردوں نے ایک حملے میں پاکستان پیپلز پارٹی کی چیئر پرسن اور سابق وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کو قتل کر دیا۔ 2008ء کے عام انتخابات جیتنے کے بعد پاکستان پیپلز پارٹی نے دیگر چھوٹی بڑی سیاسی جماعتوں کے ساتھ اتحاد کر کے مرکز اور سندھ میں حکومت بنائی۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے اس چنانچہ سارہ دور میں آصف علی زرداری صدر مملکت منتخب ہوئے جبکہ سید یوسف رضا گیلانی وزیر اعظم بنے اور 25 مارچ 2008ء سے 25 اپریل 2012ء تک اس منصب پر فائز رہے، عدالت عظمیٰ کی طرف سے نااہل قرار پانے کے باعث انہیں مستعفی ہونا پڑا اور ان کے بعد اسی اسمبلی نے انکی جگہ راجہ پرویز اشرف کو وزیر اعظم منتخب کیا جو اسمبلی کی مدت پوری ہونے یعنی 22 جون 2012ء تا 24 مارچ 2013ء تک اس منصب پر فائز رہے۔

25 مارچ 2013ء کو نگران وزیر اعظم میر ہزار خان کھوسو کی قیادت میں نگران حکومت بنی۔ اس نگران حکومت نے 11 مئی 2013ء کو عام انتخابات کرائے جن میں پاکستان مسلم لیگ (ن) اکثریتی جماعت بن کر ابھری اور پانچ جون 2013ء کو میاں محمد نواز شریف کی زیر قیادت پاکستان مسلم لیگ (ن) کو اقتدار سونپ دیا گیا۔ میاں محمد نواز شریف کو قومی اسمبلی نے 05 جون 2013ء کو وزیر اعظم (قائد ایوان) منتخب کیا تاہم تقریباً چار سال ایک ماہ کے بعد عدالت عظمیٰ نے ایک مقدمے میں انہیں سزا سن کر آئین کی شق 62 ویں ایف کے تحت تاحیات نااہل قرار دے دیا اور انہیں اپنا منصب چھوڑنا پڑا۔ میاں محمد نواز شریف کی منصب سے سبکدوشی کے بعد انکی جماعت پاکستان مسلم لیگ نواز نے اپنی جماعت کے رکن شاہد خاقان عباسی کو وزیر اعظم کیلئے نامزد کیا اور وہ یکم اگست 2017ء کو ایوان کی طرف سے اس منصب کیلئے چن لئے گئے۔

تیس مئی 2018ء کو پاکستان نے جمہوری تاریخ کا ایک اور سنگ میل عبور کیا اور مسلسل تیسری قومی و صوبائی اسمبلیاں اپنی آئینی مدت مکمل کر کے سبکدوش ہو گئیں۔ ان اسمبلیوں کی تکمیل کے ساٹھ روز کے اندر 25 جولائی 2018ء کو ملک میں گیارہویں عام انتخابات منعقد ہوئے جس کے نتیجے میں قومی اسمبلی میں پاکستان تحریک انصاف اکثریتی جماعت بن کر ابھری اور عمران خان ملک کے بائیسویں وزیر اعظم منتخب ہوئے۔

انتخابات میں حصہ لینے والے امیدوار اور منتخب ارکان کی اکثریت کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے ہوتا ہے۔ سیاسی جماعت ایک جیسے نظریات رکھنے والے لوگوں کی تنظیم ہوتی ہے جو ملک کی حکومت کو اپنے نظریے کے مطابق سنبھالنے ہیں۔ لوگوں کو جس سیاسی جماعت کے خیالات اور نظریات پسند آئیں وہ اس جماعت کے امیدواروں کو ووٹ دیتے ہیں۔ البتہ بہت سے لوگ کسی سیاسی جماعت سے وابستہ ہوئے بغیر بھی انتخابات میں حصہ لیتے ہیں اور انہیں آزاد امیدوار کہا جاتا ہے۔

ہر سیاسی جماعت انتخابات سے قبل اپنا ایجنڈا عوام کے سامنے رکھتی ہے جس میں اقتدار میں آنے کی صورت میں اپنی پالیسی اور ترقیاتی ترجیحات واضح کرتی ہے۔ سیاسی جماعتوں کی جانب سے شائع کردہ ترجیحات پر مبنی دستاویز کو منشور کہا جاتا ہے۔ جماعتی منشور عوام کو اپنی پسند کی سیاسی جماعت کو ووٹ دینے میں مدد دیتے ہیں۔ جماعتی منشور عوام کو یہ موقع بھی فراہم کرتے ہیں کہ وہ مختلف سیاسی جماعتوں کے منشور کے مابین موازنہ کر کے اپنے انفرادی اور گروہی مفادات کے مد نظر کسی سیاسی جماعت کیلئے اپنی حمایت کا فیصلہ کریں یا پہلے سے کئے ہوئے فیصلے پر نظر ثانی کریں۔

حکومت کی سطیہیں

آئین پاکستان میں حکومت سازی کی درج ذیل تین سطیہیں بیان کی گئی ہیں:

مقامی حکومت	صوبائی حکومت	وفاقی حکومت
لوگوں کے مسائل انتہائی چٹلی یا ابتدائی سطح پر حل کرنے کیلئے قائم منتخب ادارے کو مقامی حکومت کہتے ہیں، یہ ادارہ لوگوں کے براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتا ہے مقامی حکومتوں کا کام شہری مسائل کو مقامی سطح پر ہی حل کرنا ہوتا ہے ہم انہیں شہر، یونین کونسل، قصبے، محلے اور گلی کی سطح پر مسائل حل کرنے کی ذمہ دار حکومتیں بھی کہہ سکتے ہیں۔	صوبے کے معاملات چلانے کیلئے صوبائی حکومت قائم کی جاتی ہے۔ یہ حکومت وزیر اعلیٰ اور وزیر اہل پر مشتمل ہوتی ہے۔	پاکستان چار صوبوں، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد، قبائلی علاقہ جات اور الحاق کریموالی ریاستوں اور علاقوں مشتمل ایک وفاق ہے۔ آئین پاکستان میں وفاق اور صوبوں کے درمیان ذمہ داریوں کی تقسیم کی گئی ہے۔ وفاق کے سپر دفاع، بین الاقوامی تعلقات، ریلوے اور ایسے دیگر بہت سے معاملات لگائے گئے ہیں۔ ان شعبوں اور وفاقی دارالحکومت اور وفاق کے زیر انتظام دیگر علاقوں کا انتظام چلانے کے لیے وفاقی حکومت قائم کی جاتی ہے۔ وفاقی حکومت کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے جو اپنی کابینہ کے ذریعے نظام حکومت چلاتا ہے۔

باب نمبر 3

ریاست پاکستان کے قانون ساز ادارے

وفاقی پارلیمان

وفاقی پارلیمان صدر، قومی اسمبلی اور دارالوفاق (سینیٹ) پر مشتمل ہے۔ وفاقی پارلیمان کو مجلس شوریٰ بھی کہتے ہیں۔

قومی اسمبلی

پاکستان کی قومی اسمبلی کو ایوان زیریں بھی کہتے ہیں۔ اس میں کل 342 نشستیں ہیں۔ 272 نشستوں پر براہ راست انتخابات ہوتے ہیں۔ 60 نشستیں خواتین کے لیے اور 110 اقلیتوں کے لیے مخصوص ہیں۔ خواتین اور اقلیتیں عام نشستوں پر بھی انتخاب میں حصہ لے سکتے ہیں

دارالوفاق (سینیٹ)

پارلیمان کے دارالوفاق کو ایوان بالا یا سینیٹ بھی کہا جاتا ہے۔ سینیٹ کے اراکین کی تعداد 104 ہے جنہیں سینیٹر زکےتے ہیں۔ سینیٹ میں چاروں صوبوں کو مساوی نمائندگی (25 نشستیں فی صوبہ) دی گئی ہے، وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کی دو نشستیں ہیں جبکہ ایک نشست خواتین اور ایک نشست اقلیتوں کیلئے مختص کی گئی ہے۔ سینیٹ کے اراکین کو براہ راست عوام منتخب نہیں کرتے بلکہ صوبائی اسمبلیوں کے ارکان انہیں منتخب کرتے ہیں۔ سینیٹ کی رکنیت کی میعاد چھ سال ہے تاہم اراکین کی نصف تعداد ہر تین سال بعد تبدیل ہوتی ہے اور انکی جگہ نئے اراکین کا انتخاب ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلیاں

آئین کے مطابق ہر صوبے کی ایک صوبائی اسمبلی ہوتی ہے۔ اسکے ارکان کا انتخاب کم از کم 18 سال عمر کے رجسٹرڈ ووٹر شہریوں کے براہ راست اور آزادانہ ووٹ کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسمبلی کا ممبر منتخب ہونے کیلئے امیدوار کی کم از کم عمر پچیس سال ہونا ضروری ہے۔

صوبائی اسمبلیوں کا کردار

صوبائی اسمبلی کا پہلا اور بنیادی کام قانون سازی ہے۔ صوبائی اسمبلی اپنا بنیادی کام یعنی قانون سازی کرنے ساتھ ساتھ صوبے کے معاملات چلانے میں حکومت کو مشاورت اور راہنمائی فراہم کرتی ہے وہیں حکومت کی نگرانی، احتساب اور عوام کی نمائندگی کے فرائض بھی ادا کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلی کی چیدہ چیدہ ذمہ داریاں درج ذیل ہیں:

شہریوں کے مسائل پر بحث

صوبائی حکومتوں کی کارکردگی کی نگرانی

صوبوں کے سپرد کیے گئے معاملات پر قانون سازی

دارالوفاق (سینیٹ) کے اراکین کا انتخاب

صدر پاکستان کا انتخاب

بلوچستان کی پہلی 21 رکنی صوبائی اسمبلی 1970 میں ایک صدارتی حکمرانہ کے تحت وجود میں آئی۔ بلوچستان صوبائی اسمبلی کے پہلے عام انتخابات 17 دسمبر 1970 کو ہوئے۔ اسمبلی کا پہلا اور باقاعدہ اجلاس 2 مئی 1972 کو منعقد ہوا جس میں تمام 21 ممبران (ایک خاتون اور 20 مرد حضرات) نے شرکت کی۔ پہلے اجلاس کی صدارت معمر سیاست دان جناب عبدالصمد خان اچکزئی نے کی۔ پہلی اسمبلی کے اسپیکر محمد خان باروزئی اور ڈپٹی اسپیکر مولوی شمس الدین بلال مقابلہ منتخب ہوئے۔ اس کے پہلے قائد ایوان (وزیر اعلیٰ) سردار عطاء اللہ مینگل جبکہ پہلے قائد حزب اختلاف غوث بخش ریسائی تھے۔

1972 سے اب تک مجموعی طور پر دس عام انتخابات ہو چکے ہیں۔ 1977 میں اس کے ممبران کی تعداد 43 کر دی گئی جبکہ 1985 میں 45 اور 1990 میں دوبارہ 43 کر دی گئی۔ تاہم 1998 کی مردم شماری کے نتیجے میں 2002 میں اسمبلی اراکین کی تعداد 65 کر دی گئی۔ ان میں 51 ممبران عام نشستوں پر براہ راست منتخب ہوتے ہیں جبکہ باقی ممبران میں مخصوص نشستوں پر بالواسطہ منتخب 11 خواتین اور تین اقلیتی (غیر مسلم) شامل ہیں۔ واضح رہے کہ خواتین اور اقلیتوں کو عام نشستوں پر بھی انتخابات میں حصہ لینے کی پوری آزادی ہے۔

عام طور پر خواتین اور اقلیتوں (غیر مسلموں) کو پاکستان میں کمزور طبقات سمجھا جاتا ہے، اقلیتی برادر یوں کے لوگوں کی معاشی و سماجی حالت اس قابل نہیں کہ وہ براہ راست سیاسی عمل میں حصہ لیں، اسی طرح کچھ مخصوص معاشرتی رویوں، رسوم اور رواج کے باعث خواتین بھی سیاسی اور فیصلہ سازی کے عمل میں بھرپور شرکت سے محروم رہتی ہیں، لہذا ان طبقات کیلئے پارلیمان، صوبائی اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں میں نشستیں مختص کی گئی ہیں تاکہ ان نشستوں پر منتخب خواتین اور اقلیتوں کے نمائندے اپنے طبقے کی آواز بنیں۔

نشستیں مختص کرنا مقصد

انتخابات کے بعد اسمبلی کا پہلا اجلاس

عام انتخاب کے نتائج کا سرکاری اعلان ہونے کے بعد مقررہ مدت میں گورنر اسمبلی کا پہلا اجلاس طلب کرتا ہے۔ نو منتخب اسمبلی کے پہلے اجلاس کی پہلی نشست کی صدارت کا فریضہ سابق اسمبلی کا اسپیکر نبھاتا ہے تاہم اگر کسی وجہ سے وہ موجود نہ ہو تو گورنر قواعد کے مطابق کسی دوسرے کو صدارت کیلئے نامزد کرتا ہے۔ اس اجلاس کی پہلی نشست میں تلاوت قرآن پاک کے بعد نئے منتخب ہونیوالے ممبران حلف اٹھاتے ہیں، ان سے یہ حلف اجلاس کی صدارت کر نیو الاہی لیتا ہے۔ حلف اٹھانے کے بعد تمام اراکین اسمبلی کے رول (حاضری رجسٹر) پر دستخط کرتے ہیں۔

<p>صوبائی اسمبلی کا اجلاس بلائے گا اختیار صوبے کے گورنر کو حاصل ہے، اسی طرح وہ اجلاس کو برخاست یا ملتوی کر دینا بھی اختیار رکھتا ہے۔ اسپیکر بھی اسمبلی کے کم از کم ایک چوتھائی (25 فیصد) ممبران کی طرف سے تحریری درخواست پر 14 دن کے اندر اسمبلی کا اجلاس بلا سکتا ہے۔</p>	<p>اسمبلی کا اجلاس طلب کرنے کا اختیار:</p>
<p>بلوچستان اسمبلی کے قواعد کے مطابق ایک سال کے دوران صوبائی اسمبلی کے کم از کم تین اجلاس ہونے ضروری ہیں اور اسمبلی کے کسی ایک اجلاس کی آخری نشست اور آئندہ اجلاس کی پہلی نشست میں 120 دن سے زیادہ کا وقفہ نہیں ہونا چاہیے۔ بلوچستان کی صوبائی اسمبلی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سال میں کم از کم 100 دن کام کرے یعنی 100 نشستیں منعقد کرے۔</p>	<p>اسمبلی کا سالانہ کیلنڈر:</p>
<p>ایجنڈا سے مراد کارروائی کی ایسی فہرست ہے جو کسی ایک دن اسمبلی کے روبرو پیش ہونی ہو۔ بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے مطابق اراکین کی جانب سے جمع کرائے گئے امور کو ترتیب دیا جاتا ہے۔ ایجنڈا کی تیاری کیلئے مختلف ایجنڈا امور سرکاری اراکین اور اور غیر سرکاری اراکین کی طرف سے اسمبلی سیکرٹریٹ میں ایک طریقہ کار کے تحت جمع کرائے جاتے ہیں اور اسمبلی سیکرٹریٹ انکی اہمیت اور جمع کرانے کی ترتیب کے مطابق انہیں نشست وار کارروائی کی فہرست میں شامل کرتا ہے۔ معمول کے ایجنڈے کے سوا اسکی ایک ہی قسم ہے اور اسے ضمنی ایجنڈا کہتے ہیں۔ ضمنی ایجنڈے کے تحت ہنگامی نوعیت کی کارروائی انجام دی جاتی ہے۔</p>	<p>اسمبلی کا نظام کار یا ایجنڈا:</p>
<p>بلوچستان اسمبلی کی سرکاری زبان اردو ہے تاہم کوئی بھی رکن اسپیکر کی اجازت سے اپنی مادری زبان کے علاوہ انگریزی میں بھی ایوان میں گفتگو یا تقریر کر سکتا ہے۔</p>	<p>اسمبلی کی زبان:</p>
<p>آئین کے مطابق صوبائی اسمبلی کی مدت پانچ سال ہے۔ تاہم وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر گورنر اسمبلی کو اس کی مدت پوری ہونے سے پہلے تحلیل کر سکتا ہے۔</p>	<p>صوبائی اسمبلی کی مدت:</p>

اسمبلی کے اہم عہدیدار

صوبائی اسمبلی میں اہم اراکین یا اسمبلی کے عہدیداران درج ذیل ہیں۔

<ul style="list-style-type: none"> • اراکین اپنے ہی میں سے ایک رکن کو بطور اسپیکر اسمبلی منتخب کرتے ہیں، اگرچہ اس کا انتخاب جماعتی بنیادوں پر ہی ہوتا ہے تاہم اس سے ہمیشہ غیر جانبدار رہنے کی توقع کی جاتی ہے۔ 	اسپیکر
<ul style="list-style-type: none"> • کسی بھی وجہ سے اسپیکر کی عدم موجودگی کے باعث اسمبلی کی کارروائی چلانے کیلئے اسپیکر کے نائب کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس نائب کو ڈپٹی اسپیکر کہتے ہیں۔ اسپیکر کے انتخاب کے فوری بعد اسی طرح جیسے اسپیکر کو منتخب کیا جاتا ہے ڈپٹی اسپیکر کا انتخاب ہوتا ہے۔ ڈپٹی اسپیکر کو بھی اسپیکر کی طرح غیر جانبدار سمجھا جاتا ہے۔ 	ڈپٹی اسپیکر
<ul style="list-style-type: none"> • قائد ایوان یا وزیر اعلیٰ ایسا عہدیدار ہے جسے ایوان کی اکثریتی جماعت / جماعتیں منتخب کرتی ہیں اور ڈپٹی اسپیکر کے انتخاب کے بعد اسمبلی اس وقت تک کام نہیں کر سکتی جب تک کہ وزیر اعلیٰ (قائد ایوان) کا انتخاب عمل میں نہ آجائے۔ قائد ایوان کی نشست پہلی رو میں اور سب سے پہلے ہوتی ہے۔ قائد ایوان صوبائی حکومت کا انتظامی سربراہ اور اسمبلی کو جو اہدہ ہوتا ہے۔ 	قائد ایوان (وزیر اعلیٰ)
<ul style="list-style-type: none"> • اختلاف یا پوزیشن لیڈر کا انتخاب صرف حزب اختلاف کے اراکین میں ہی سے ہوتا ہے۔ قائد حزب اختلاف کا کام حکومت کے کاموں پر نظر رکھنا، خامیوں کی طرف توجہ دلانا اور حکومت کے انتظام کو مزید بہتر بنانے کیلئے مشاورت فراہم کرنا ہوتا ہے۔ اسکی نشست بھی اسمبلی کی پہلی قطار میں تاہم قائد ایوان کے مخالف سمت میں ہوتی ہے۔ 	قائد حزب اختلاف
<ul style="list-style-type: none"> • اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے قاعدہ نمبر 13 کے مطابق اسمبلی کے ہر اجلاس کے آغاز پر اسپیکر ارکان میں سے چیئر مینوں یا چیئر پرسنوں کے ایک بیٹل کی نامزدگی کرتا ہے۔ اس بیٹل کے اراکین کی تعداد چار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور ان کے ناموں کو سیارٹی کے اعتبار سے فہرست میں درج کیا جاتا ہے۔ چیئر مینوں یا چیئر پرسنوں کے بیٹل میں شامل ان اراکین میں سے جس کا نام سر فہرست ہو وہ اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کی عدم موجودگی میں نشست کی صدارت کرتا ہے۔ صدارت کرنیوالے شخص کے اختیار اس وقت وہی ہوتے ہیں جو اسپیکر کو نشست کی صدارت کرتے وقت حاصل ہوتے ہیں۔ تاہم اگر کسی وجہ سے اسپیکر اور ڈپٹی اسپیکر کی عدم موجودگی کے وقت چیئر پرس کے بیٹل کی فہرست میں شامل اراکین بھی ایوان میں موجود نہ ہوں تو سپیکر ٹری اسمبلی اس امر سے اسمبلی کو آگاہ کریگا اور ایسی صورت میں اسمبلی بذریعہ تحریک حاضر اراکین میں سے کسی ایک رکن کو نشست کی صدارت کیلئے منتخب کریگی۔ 	چیئر پرسنوں کا بیٹل

<p>کسی بھی صوبائی اسمبلی اور اس کے ممبران کا اولین کام قانون بنانا ہے۔ آئین کے مطابق صوبائی اسمبلی پورے صوبے یا صوبے کے کسی خاص علاقے کیلئے قانون سازی کر سکتی ہے۔ صوبائی اسمبلی میں عام طور پر فیصلے سادہ اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں یعنی ووٹنگ کے وقت موجود ممبران میں سے زیادہ تعداد اگر کسی معاملے کے حق میں ووٹ دیدے تو اس معاملے کو اسمبلی کا منظور شدہ سمجھا جاتا ہے۔ قانون بنانے کیلئے حکومت، حزب اختلاف یا کوئی بھی ممبر اسے ایک تحریر کی صورت میں اسمبلی میں طے شدہ طریق کار کے مطابق پیش کرتا ہے۔ اس تحریر کو مسودہ یا بل کہتے ہیں۔ اگر اس بل کی اسمبلی کے ممبران اکثریت کیساتھ منظوری دیدیں تو پھر اسے دستخط کیلئے گورنر کو بھیج دیا جاتا، جس کے دستخط ہوتے ہی یہ بل قانون بن جاتا ہے اور پورے صوبے کے لوگ اس قانون کا احترام کرنے کے پابند ہو جاتے ہیں۔</p>	<p>قانون سازی</p>
<p>صوبائی اسمبلی عوام کی ترجمان ہوتی ہے، اسی لئے یہ عوام کا ایک ایسا نمائندہ ادارہ ہے جو حکومت کی پالیسیوں اور کارکردگی پر مستقل نظر رکھتا ہے۔ اسمبلی میں حکومت اور حزب اختلاف کے ساتھ تعلق رکھنے والے ممبران اپنے اپنے انداز میں عوام کے جذبات اور خواہشات حکومت تک پہنچاتے ہیں، جہاں کچھ ممبران حکومت کی پالیسیوں کی تعریف کرتے ہیں وہیں کچھ ممبران پالیسیوں سے اختلاف بھی کرتے ہیں اور بعض اوقات حکومت کو سخت تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ عوام کے مسائل پر یہ ساری بات چیت ایک طریق کار کے تحت ہوتی ہے اور یہ طریقہ کار اسمبلی کے قواعد و انضباط کار میں طے کر دیا جاتا ہے۔ تمام ممبران اسمبلی میں بات چیت کیلئے اس طریقہ کار کو اختیار کرتے ہیں۔</p>	<p>عوامی مسائل پر بحث</p>
<p>الفاظ کارروائی سے حذف کرنا: اسمبلی کی کارروائی کے دوران اگر کوئی رکن ایوان کے قواعد و انضباط کار پر عمل نہ کرے یا کوئی غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کرے تو اسپیکر اس ممبر کے کہے ہوئے الفاظ کو کارروائی کا حصہ بنانے کی بجائے حذف کر دیتا ہے۔</p>	
<p>صوبائی اسمبلی حکومت کی نگرانی اور احتساب کا فرض بھی نبھاتی ہے۔ خاص طور پر صوبے کے مالی اور گورننس کے معاملات پر کڑی نظر رکھتی ہے اور حکومت سے جواب طلبی بھی کرتی ہے۔ جواب طلبی کیلئے کئی ایک ذریعے اختیار کئے جاتے ہیں جنہیں پارلیمانی ذرائع کہا جاتا ہے۔ حکومت کی نگرانی، احتساب اور جواب طلبی کا سب سے مؤثر ذریعہ اسمبلی کی قائمہ کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ حکومت اور اس کے محکموں و حکام کی نگرانی صوبائی اسمبلی کے کاموں میں سے ایک اہم ترین کام ہے۔ صوبائی اسمبلی اپنے اس کام کو جس قدر سنجیدگی کیساتھ اور بہتر طور پر انجام دے گی اسی قدر صوبے کی گورننس بہتر ہوگی اور اس کا فائدہ عوام کو ہو گا۔</p>	<p>حکومتی امور کی نگرانی کا طریقہ</p>
<p>صوبائی اسمبلی کے اہم ترین کاموں میں سے ایک کام صوبے کے سالانہ میزانیہ یعنی بجٹ (صوبے کی آمدنی و اخراجات کا گوشوارہ) پر سیر حاصل گفتگو کرنا اور اسکی منظوری دینا ہے۔ صوبے کا سالانہ میزانیہ (بجٹ) صوبائی وزارت خزانہ بناتی ہے۔ اس کیلئے صوبائی وزارت خزانہ صوبے کے تمام محکموں، وزارتوں اور ڈویژنوں سے آنکی تجاویز اور مالی مطالبات طلب کرتی ہے۔ محکموں کی تجاویز اور مالی مطالبات سالانہ میزانیہ کی صورت میں منظوری کیلئے اسمبلی کے سامنے رکھے جاتے ہیں۔</p>	<p>بجٹ بنانا اور منظور کرنا</p>

نمائندگی، جوابدہی اور احتساب کے ذرائع

صوبائی اسمبلی اور اس کے اراکین اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لیے کئی پارلیمانی ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ بلوچستان اسمبلی کے قواعد و انضباط کار میں درج ذیل ذرائع وضع کیے گئے ہیں:

ضمنی سوالات:

ضمنی سوال سے مراد ایسے سوال ہیں جو ایوان میں پوچھے گئے سوالات کی مزید وضاحت لینے کیلئے پوچھتے ہیں۔

سوالات:

اسمبلی کے اندر سوال پوچھنا بھی عوام کی نمائندگی، حکومت کی جوابدہی اور احتساب کا ایک موثر ذریعہ ہے۔ اس مقصد کیلئے تلاوت کلام پاک کے بعد سب سے پہلے سوالات کا مرحلہ ہوتا ہے۔

اسمبلی میں پوچھے جانے والے سوالات کو دو بڑی اقسام نشان زدہ سوالات اور غیر نشان زدہ سوالات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ نشان دار سوالات ایسے سوالات ہیں جنکا زبانی کے ساتھ ساتھ تحریری جواب بھی مانگا جاتا ہے جبکہ غیر نشان زدہ سوالات ایسے سوال ہوتے ہیں جن کا صرف تحریری جواب مانگا جاتا ہے۔

وقفہ سوالات: سوالات کے مرحلے کیلئے مقرر کئے گئے وقت کے دوران اسمبلی کی زبان میں وقفہ سوالات کہتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس:

توجہ دلاؤ نوٹس کے ذریعے کوئی رکن یا زیادہ سے زیادہ پانچ ارکان کا کوئی گروپ عوامی اہمیت سے متعلق کسی فوری مسئلے کی طرف تحریری طور پر متعلقہ وزیر کی توجہ دلا سکتا ہے۔

تحریریک التواء:

اراکین اسمبلی فوری عوامی اہمیت کے کسی اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی معمول کی کارروائی ملتوی کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ ممبران کی بحث کے آخر میں متعلقہ وزیر ارکان کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کا جواب دیتا ہے۔

قراردادیں:

قراردادوں کے ذریعے صوبائی اسمبلیاں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں، سفارشات کرتے ہیں یا کسی اہم معاملے پر وفاقی حکومت / صوبائی حکومت کو کوئی پیغام دیتے ہیں، مثلاً کسی واقعہ یا اقدام کی مذمت کرتے ہوئے حکومت سے کارروائی کی سفارش کی جاتی ہے۔

نکتہ اعتراض (پوائنٹ آف آرڈر):

اس سے مراد ایسی باضابطہ یا نکتہ ہے جو ایوان کی کارروائی، آئین سے متعلق ہو۔

زیرو آڈر

زیرو آڈر سے مراد اجلاس کی ہر ایک نشست کے آخری تیس منٹ عوامی اہمیت کے ایسے امور کو اٹھانے کیلئے مختص کرنا ہے جو حکومت سے متعلق ہوں اور ان کیلئے ایوان کی مداخلت بھی ناگزیر ہو۔ اس کیلئے کوئی بھی رکن اسمبلی کی نشست شروع ہونے کے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ پہلے سیکرٹری اسمبلی کو تحریری نوٹس دیتا ہے جس میں اس معاملے کو زیر و آڈر میں اٹھانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اگر دو یا دو سے زیادہ اراکین کی طرف سے زیرو آڈر کیلئے دیا اس سے زیادہ نوٹس موصول ہوں تو اسپیکر فیصلہ کریگا کہ ان میں سے کس نوٹس کو بحث کیلئے مقرر کیا جائے۔

صوبائی اسمبلی کی کمیٹیاں

صوبائی اسمبلیاں اپنے فرائض کو نبھانے کیلئے دیگر ذرائع کیساتھ کمیٹیوں کا اہم ترین ذریعہ استعمال کرتی ہیں۔ کمیٹیاں جتنا بہتر کام کرینگے صوبائی اسمبلی اور حکومت اتنے ہی فعال اور عوام دوست دکھائی دیں گے۔ صوبائی اسمبلی بلوچستان کے قواعد و انضباط کار کے مطابق نئی بننے والی اسمبلی کے حلف اٹھانے اور حکومت سازی کا عمل مکمل ہونے کے بعد جتنی جلد ممکن ہو اسمبلی کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی، قائمہ کمیٹیوں، سلیکٹ کمیٹیوں اور انتظامی کمیٹیوں کو منتخب کرنا یا تشکیل دینا لازم ہے۔

اسمبلی کی انتظامی کمیٹیاں	پبلک اکاؤنٹس کمیٹی	قائمہ کمیٹیاں	سلیکٹ کمیٹیاں
اس کمیٹی کو عوامی حسابات کمیٹی بھی کہتے ہیں۔ بلوچستان اسمبلی میں اس کمیٹی کے 11 اراکین ہوتے ہیں۔ ان اراکین کا انتخاب اپنے ممبران میں ہی سے کرتی ہے۔ یہ کمیٹی صوبے کے مالی معاملات سے متعلق آڈیٹر جنرل کی رپورٹ پر غور کرتی ہے۔ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ میں حکومتی محکموں کے حسابات کے حوالے سے جن خامیوں کو سامنے لایا جاتا ہے، کمیٹی ان سے متعلق متعلقہ محکموں اور وزارتوں سے جواب طلبی کرتی ہے اور اگر کوئی اقدام کرنا ہو تو اس حوالے سے اپنی رائے پیش کرتی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ کمیٹی ایک محتسب کے طور پر کام کرتی ہے۔	بلوچستان اسمبلی کے موجودہ ترمیم شدہ قواعد و انضباط کار کے مطابق ایک کمیٹی یا مجلس قائمہ کئی محکموں پر قائم ہوتی ہے، مثلاً مجلس قائمہ برائے خوراک، پیداوار، جیل خانہ جات وغیرہ۔ بلوچستان اسمبلی میں ہر ایک قائمہ کمیٹی سات اراکان پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کا چیئرمین اراکین اپنے میں ہی سے چنتے ہیں۔ قائمہ کمیٹیوں کا کام اسپیکر یا اسمبلی کی طرف سے بھیجے جانے والے مسودہ قانون اور معاملات کی جانچ پڑتال کرنا، ان پر رپورٹ بنانا اور سفارشات پیش کرنا ہے۔ قائمہ کمیٹی اس بات کا بھی جائزہ لے سکتی ہے کہ آیا اس کے زیر غور مسودہ قانون آئین، بنیادی حقوق اور پالیسی کے اصولوں کے خلاف تو نہیں ہے۔ کمیٹی زیر غور مسودہ قانون میں ترمیم بھی پیش کر سکتی ہے اور مجوزہ ترمیم کمیٹی کی رپورٹ میں مسودہ قانون کی اصل مدت کے ساتھ ساتھ بیان ہوگی تاہم مجلس یا کمیٹی کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں کہ وہ مسودہ قانون کو اسمبلی میں پیش ہونے سے روک دے۔	اسی طرح اگر کوئی کمیٹی مسودہ پر غور کیلئے اسے دی گئی مقررہ ميعاد کے اندر اپنی رپورٹ پیش نہ کر سکے تو اسمبلی مجلس کے سپرد کئے گئے مسودہ قانون یا معاملہ پر اسکی رپورٹ کا انتظار کئے بغیر ایوان کے کسی بھی رکن کی جانب سے تحریک پیش کئے جانے پر غور کر سکتی ہے۔	سلیکٹ کمیٹیاں اسمبلی کی جانب سے منظور شدہ تحریک (موشن) پر نئی اور موجودہ قانون سازی کی تجاویز کے

<p>ترميمى عمل پر نظر ثانی کے لئے بنائی جاتی ہیں۔</p>	
<p>انتظامی کمیٹیوں سے مراد اسمبلی کی ایسی کمیٹیاں ہیں جو اسمبلی کے بعض خاص انتظامی امور جیسا کہ لائبریری، مہمانوں کی مختلف گیلریوں میں آمد و رفت اور اراکین کی رہائش و سہولتوں کی فراہمی سے متعلق معاملات کو نمٹاتی ہیں۔ ان کمیٹیوں کے اراکین کا انتخاب بھی ممبران ہی میں سے کیا جاتا ہے جبکہ ڈپٹی اسپیکر اپنے عہدے کے اعتبار سے ان کمیٹیوں کے چیئرمین ہوتے ہیں۔</p>	<p>انتظامی کمیٹیاں</p>

اسمبلی اصطلاحات اور تعریفات

نظام کار یا ایجنڈا	ایجنڈا سے مراد کارروائی کی ایسی فہرست ہے جو کسی ایک دن اسمبلی کے روبرو پیش ہونی ہو۔
تحریک استحقاق	تحریک استحقاق اسمبلی یا اس کے کسی رکن کے حقوق یا استحقاق سے متعلق ہوتی ہے۔ کسی ایک رکن کی صورت میں اسے ذاتی استحقاق کہا جاتا ہے۔
عوامی اہمیت کے امور	ایسے امور شامل ہیں جو کسی حالیہ نشان زدہ یا غیر نشان زدہ سوال کا موضوع ہوں۔
مطالبات زر	بجٹ بننے کے وقت کسی وزارت یا ڈویژن کی طرف سے تجویز کی گئی گرانٹس کو مطالبات زر کہتے ہیں
تحریک التوا	ایسی تحریک جس کے تحت کوئی حالیہ اور فوری عوامی اہمیت کا حامل معاملہ زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے۔ بحث کے آخر میں متعلقہ وزیر کو ارکان کی طرف سے اٹھائے گئے نکات کا جواب دینا ہوتا ہے۔
ترامیم	اسمبلی کی طرف سے پہلے سے منظور یا نئے سرے سے منظوری کیلئے پیش کسی مسودہ قانون وغیرہ میں ردوبدل کی تجاویز کو ترامیم کہا جاتا ہے۔
اسمبلی	اسمبلی“ سے مراد بلوچستان صوبائی اسمبلی ہے۔
بجٹ	بجٹ مالی سال کے لئے صوبائی حکومت کی وصولیوں اور اخراجات کے گوشوارے کا بیان ہے جو ہر مالی سال میں اسمبلی میں منظوری کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ بجٹ کو سالانہ میزانیہ بھی کہتے ہیں۔
صدر نشین	کسی نشست کے حوالے سے صدر نشین سے مراد وہ شخص ہے جو اس نشست کی صدارت کر رہا ہو۔
چیئر	ایوان یا کسی کمیٹی کے کسی اجلاس کا پریزائیڈنگ آفیسر
چیئرمین	اسمبلی کی عمارت کے اندر اسپیکر، ڈپٹی اسپیکر، قائد حزب اختلاف اور وزیر اعلیٰ کے دفاتر کو چیئرمین کہتے ہیں۔
کمیٹی	اسمبلی کے قواعد کے تحت قائم کی گئی کمیٹی
آئین	اسلامی جمہوریہ پاکستان کا آئین 1973
ڈپٹی اسپیکر	اسپیکر کے نائب کو ڈپٹی اسپیکر کہتے ہیں، یہ اسپیکر کی عدم موجودگی میں اجلاس کی صدارت کرتا ہے۔ اسے بھی ایوان منتخب کرتا ہے۔
انتخاب	ووٹ کے ذریعے نمائندہ منتخب کرنے کا عمل
قانون سازی	قانون بنانے کا عمل
قانون سازی کی کارروائی	وہ کارروائی جس کے تحت اسمبلی بل منظور کرتی ہے۔

لابی	لابی سے مراد ایسی جگہ ہے جہاں اسمبلی کی کارروائی کے دوران کسی معاملے پر دو ٹونگ کرانے کیلئے حق اور مخالفت کرنے والے اراکین ایک دوسرے کی مخالف سمت میں جا کر جمع ہو جاتے ہیں۔
رکن یا ممبر	صوبائی اسمبلی کا منتخب ممبر
اچانچ رکن	حکومتی بل کی صورت میں حکومت کی نمائندگی کرنے والا وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری، اور اراکان کے بل کی صورت میں وہ رکن جس نے یہ متعارف کرایا ہو یا کوئی دوسرا رکن جسے اس کی غیر موجودگی میں چارج سنبھالنے کے لئے تحریری طور پر اختیار دیا گیا ہو۔
تحریک	کسی رکن یا کسی معاملے سے متعلق وزیر کی طرف سے پیش کی گئی تجویز جو اسمبلی میں زیر بحث لائی جاسکتی ہو، اس میں ترمیم بھی شامل ہے۔
پیش کار یا محرک	ایوان میں بل، قرارداد، تحریک یا ترمیمی بل وغیرہ کو پیش کرینو الا پیش کار یا محرک کہلاتا ہے۔
پارلیمنٹ ہاؤس	وہ عمارت جو اسمبلی ممبران کی نشست کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔
نچی رکن	وہ رکن جو وزیر یا پارلیمانی سیکرٹری نہ ہو۔
رکن کا بل	رکن کی طرف سے متعارف کرایا جانے والا قانونی مسودہ
کارروائیاں	ایوان یا کمیٹی کی طرف سے کئے جانے والے اقدامات
کورم	کورم اراکان کی وہ کم سے کم تعداد ہے جو اسمبلی کی کارروائی کے لئے ضروری ہوتی ہے۔ آئین کے تحت اسمبلی کے کل اراکان کا ایک چوتھائی کورم کے لئے ضروری ہوتا ہے۔
وقفہ سوالات	سوالات پوچھنے اور جوابات دینے کے لئے مقررہ وقت
اسپیکر	اسمبلی کا اسپیکر اور اس میں ڈپٹی اسپیکر یا واقع طور پر چیئر پرسن کے طور پر کام کرنے والا کوئی رکن۔
سارجنٹ ایٹ آرمرز	اسپیکر کی طرف سے ایوان میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لئے مقرر کیا جانے والا افسر
آرڈیننس	ایسا قانون جسے صوبائی اسمبلی سے منظور کرائے بغیر فوری نافذ کر دیا جائے، حکومت ایسا ہی وقت کر سکتی ہے جب اسمبلی کا اجلاس نہ ہو رہا ہو۔ آرڈیننس گورنر جاری کرتا ہے اور آرڈیننس 90 دن کے لئے مؤثر ہوتا ہے اور حکومت کو اس میعاد کے اندر صوبائی اسمبلی سے اس کی منظوری حاصل کرنا ہوتی ہے، بصورت دیگر آرڈیننس خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے۔
پارلیمانی قائدین	پارلیمانی قائدین سے مراد وہ منتخب اراکین ہیں جنہیں انکی اپنی جماعتیں ایوان میں اپنی پارلیمانی جماعت کا قائد مقرر کرتی ہیں۔



SUBAI PAKISTAN

STRENGTHENING PROVINCIAL ASSEMBLIES IN PAKISTAN

اس کتابچے کی اشاعت بلوچستان اسمبلی نے صوبائی پراجیکٹ کے تعاون سے کروائی۔ اس کتابچے کا مواد مکمل طور پر صوبائی پراجیکٹ کی ذمہ داری ہے۔ یہ کتابچہ "یورپی یونین" کے خیالات یا رائے کی عکاسی نہیں کرتا۔



EUROPEAN UNION

This project is funded by The European Union



